فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۳۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِي يَسْجُدُ قَبْلَ الْإِمَامِ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَهُ، إِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ الشَّيْطَانِ.

''جو شخص امام سے پہلے سجدے میں جاتا ہے اور امام سے پہلے اُٹھتا ہے، دراصل اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔''

(المعجم الأوسط للطّبراني: 7692، فوائد تمّام: 226)

(جواب): یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے، ائمہ علل نے اس کے موقوف ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔ بہر صورت یہ روایت ان الفاظ سے ضعیف ہے۔

① ملیح بن عبداللہ سعدی مجہول ہے۔

② ملیح کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

❁ اس روایت کو ابن عجلان عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے بیان کرنا خطا ہے، جیسا کہ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ اور امام ابو زرعہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 70/2)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔

(علل الدارقطني : 8/17)

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے اس کے اسماء وصفات کی معرفت ضروری ہے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لیے صفات باری تعالیٰ اور اس کے اسمائے حسنیٰ کی معرفت ناگزیر ہے، ان کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت ممکن نہیں۔

توحید اسماء وصفات توحید الٰہی کا اہم اور عظیم باب ہے، کیونکہ اس کا تعلق ذات الٰہی کے اسماء اور اس کی صفات سے ہے، اللہ تعالیٰ کا تقرب اور عبادت اسی نوع پر منحصر ہے، جب آدمی اللہ کو پہچانے گا ہی نہیں، تو اس کی عبادت کیسے کرے گا، یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت کے دلائل اس بارے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

اس توحید کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن وسنت سے ثابت اس کے اسمائے حسنیٰ اور بلند صفات کے ساتھ اکیلا سمجھا جائے، کسی تحریف، تعطیل، تکیف یا تمثیل سے کام نہ لیا جائے، اس کی شایان شان جس طرح بیان ہوئی ہیں، اسی طرح ان کو برقرار رکھا جائے، نیز اس کے وہ معانی ثابت کیے جائیں، جو ان سے ثابت ہوتے ہیں۔

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ کی صفات اس کا عین ہیں؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذات کو لازم ہیں، صفات پر ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

❁ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''صفات باری کے مسئلے میں جو صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، سلف کا مذہب ان کے اثبات اور انہیں ظاہر پر محمول کرنے کا ہے، سلف کیفیت اور تشبیہ کے قائل

نہیں ہیں، ایک گروہ اللہ کی ان صفات کا انکاری ہے، جن کا اس نے اثبات کیا ہے۔ ایک گروہ نے اثبات تو کیا، لیکن تشبیہ وتکییف کی طرف نکل گئے۔ حق ان کے دوانتہاؤں کا درمیانی راستہ ہے، (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ کا دین افراط وتفریط کے درمیان اعتدال پسندی کا نام ہے۔

دراصل صفات باری تعالیٰ میں گفتگو کرنا ذات باری تعالیٰ میں ہی گفتگو کرنا ہے۔ ان میں بھی وہی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا، جو ذات باری تعالیٰ کے بارے میں اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ تو بدیہی بات ہے کہ رب العالمین کا اثبات اس کی ذات کا اثبات ہے، نہ کہ اس کی کیفیت کا۔ اسی طرح صفات کا اثبات وجود کا اثبات ہے، نہ کہ کیفیت اور تحدید کا۔ لہٰذا جب ہم کہیں گے کہ صفت ید، سمع اور بصر اللہ کے لیے ثابت ہے، تو معنی یہ ہوگا کہ یہ صفات ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ ید (ہاتھ) کا معنی قدرت ہے اور سمع وبصر کا معنی علم ہے۔ نہ ہی انہیں جوارح (جسمانی اعضاء) قرار دیں گے۔ اور نہ ہی انہیں ہاتھوں، کانوں اور آنکھوں، جو کہ جسمانی اعضاء ہیں اور کام کرنے کے آلہ کار ہیں، کے ساتھ تشبیہ دیں گے، بل کہ ہم کہیں گے کہ ان کا اثبات واجب ہے، کیوں کہ یہ شریعت سے ثابت ہیں اور تشبیہ کی نفی کرنا بھی از حد ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾(الشّوریٰ : ۱۱) ''اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾(الإخلاص : ۳) ''اور اس کے ہم سر کوئی نہیں ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : 284/18، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق ہیں؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق نہیں ہیں، اس کی صفات اس کی ذات سے جدا نہیں، صفات کا وہی معاملہ ہے، جو ذات کا معاملہ ہے، جب اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق نہیں، تو اس کی صفات بھی مخلوق نہیں۔ نیز صفات باری تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا گمراہی ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

سلف کا منہج دو اصولوں پر مبنی ہے، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ صفات نقص سے منزہ ہیں، جیسے نیند، اونگھ، عجز اور جہالت وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ اللہ صفاتِ کمال کے ساتھ متصف ہے۔ ان صفات میں کوئی نقص نہیں۔ مخلوق کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کے مشابہ نہیں، لیکن معطلہ (صفات کی نفی کرنے والے گمراہ) صفات کا اثبات کرنے والوں کو نام مشبہہ رکھتے ہیں، بل کہ غالی باطنی معطلہ، اللہ کے اسمائے حسنی کو ماننے والوں کو مشبہ کہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ جب ہم اللہ کو، حی وعلیم کہتے ہیں، تو گویا ہم نے ان صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دے دی ہے، اسی طرح اگر ہم نے اللہ کی صفت سمیع وبصیر کو مانا تو یہ بھی تشبیہ ہے کیوں کہ سننے اور دیکھنے کی صفت تو انسان میں بھی ہے، اگر صفت رؤوف ورحیم مانیں تو یہ بھی تشبیہ ہے کیوں کہ نبی میں بھی یہ صفات ہوتی ہیں، بل کہ یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ اللہ موجود ہے تو یہ بھی تشبیہ ہے کیوں کہ مخلوق میں بھی وجود کی صفت پائی جاتی ہے۔ ان سے کہا جائے کہ پھر تم کہو کہ اللہ نہ موجود ہے نہ حی ہے۔ وہ کہتے ہیں اگر ہم یہ کہیں تو یہ معدوم کے ساتھ تشبیہ ہو

جائے گی، ان میں سے بعض کہتے ہیں وہ نہ موجود ہے نہ معدوم، نہ حی نہ میت، ان سے کہا جائے کہ تم نے اللہ کو ایک ناممکن چیز کے ساتھ تشبیہ دی ہے، بل کہ تم نے تو ذات باری تعالیٰ کے وجود کا ہی انکار کر دیا ہے، کیوں کہ جس طرح اجتماع النقیضین ناممکن ہے۔ اسی طرح ارتفاع النقیضین بھی ناممکن ہے، کیوں کہ جس نے کہا اللہ موجود بھی ہے اور نہیں بھی، تو اس نے دو متضاد چیزوں کو جمع کر دیا ہے، اور جس نے کہا اللہ موجود بھی نہیں اور معدوم بھی نہیں، اس نے دو ضدوں کا انکار کیا، حال آں کہ یہ دونوں (اجتماع نقیضن و ارتفاع نقیضن) صورتوں کا پیدا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ پھر یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے کہ جو اللہ دوسروں کے وجود کو قائم رکھتا ہے، خود اس کا کوئی وجود نہ ہو؟! ایسا باطل نظریہ رکھنے والوں سے کہا جائے گا کہ تمہاری بے ہودہ باتوں اور جہالت کی وجہ سے حقائق کا انکار نہیں ہوسکتا، بل کہ یہ وہمیات سے مرکب قیاس اور منطقی مغالطہ ہے، مغالطے کی تین قسمیں ہیں: ① حق بات کو جانتے ہوئے نہ ماننا۔ اس سے بھی سنگین ان کا قول ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ نہ موجود اور نہ ہی معدوم ہے، کیوں کہ یہ شک کی وجہ سے تناقضات کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔ ② دوسری مغالطے کی قسم، متجاہلہ، لاادریہ (ایک فرقے کا نام) کا قول کہ ہمیں کوئی علم نہیں کہ اللہ کی حقیقت بھی ہے یا نہیں، اس سے بھی خطرناک اس کا قول ہے جو کہتا ہے کہ نہ میں جانتا ہوں اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ اللہ موجود ہے یا معدوم، زندہ ہے یا میت۔ ③ مغالطے کی تیسری قسم، اس فرقے کا قول جو کہتا ہے کہ حقائق عقائد کے تابع ہوتے ہیں۔ پہلی قسم حقائق کی منکر ہے،

دوسری توقف کرنے والی اور تیسری جو کہتے ہیں کہ حقائق لوگوں کی عقلوں پر موقوف ہیں۔ ایک چوتھی قسم کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو کہتے ہیں کہ کائنات کا نظام خود بخود چل رہا ہے لیکن وہ اس بات کا ثبوت پیش نہیں کرتے۔ یہ بھی پہلی قسم (حقائق کے منکر) سے ہیں لیکن یہاں ان کے باطل قول (نظام کائنات خود بخود چل رہا ہے) کی وضاحت ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کا اجتماع نقیضین کے متعلق خاموشی اختیار کرنا، ان کے عدم کا متقاضی نہیں۔ اس قول کا نتیجہ یہ ہے کہ دلوں، زبانوں اور اعضاء کو باری تعالیٰ کی معرفت، ذکر اور عبادت سے روکنا ہے۔ بطریق وقف وامساک یہ تعطیل اور کفر ہے، نہ کہ نفی و انکار کے اعتبار سے۔ اپنے گم راہ کن نظریے پر دلیل دیتے ہیں کہ تشبیہ کا لفظ مجمل ہے۔ ہر دو چیزیں کسی نہ کسی وصف میں مشترک ہوتی ہیں، لیکن یہ قدر مشترک خارج میں نہیں ہوتی، بل کہ ذہن میں ہوتی ہیں۔ دونوں چیزوں کا کسی صفت میں برابر ہونا ضروری نہیں ہوتا، بل کہ اکثر اوقات ان دو چیزوں میں سے ایک میں وہ وصف قدرے زائد ہوتا ہے۔ لہٰذا جب آپ مخلوق میں سے کسی دو کے متعلق کہیں، کہ یہ بھی 'حی' یعنی زندہ، ہے اور یہ بھی 'حی' ہے، یہ بھی 'علیم' یعنی جاننے والا، ہے اور یہ بھی 'علیم' ہے، اسی طرح یہ بھی 'قدیر' یعنی قدرت والا، ہے اور یہ بھی ''قدیر'' ہے، تو اس سے دونوں کا صفت حیات، علم اور قدرت میں برابر ہونا لازم نہیں آتا اور یہ بھی لازم نہیں آتا کہ ایک کی حیات، علم اور قدرت بعینہ دوسرے کی حیات، علم اور قدرت کے مماثل ہو۔ نیز یہ بھی لازم نہیں آتا ہے کہ دونوں خارج عن الذہن وجود میں مشترک ہوں۔

یوں یہ گم راہ تشبیہ، جس کی اللہ سے نفی کرنا ضروری تھی، کی وجہ سے جادۂ مستقیم سے گم گشتہ ہو گئے اور اس تشبیہ کو 'تعطیل' کا ذریعہ بنا لیا۔ عقیدہ تعطیل، 'عقیدہ تجسیم' (اللہ تعالیٰ کو جسم قرار دینا) سے بھی خطرناک ہے۔ مُشَبِّہ (اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینے والا) بت کی عبادت کرتا ہے اور مَعَطِّل (اللہ کو صفات سے عاری ماننے والا) عدم کی عبادت کرتا ہے۔ ممثل (مشبہ) کی ضعیف البصر اور معطل سرے سے ہی اندھا ہے۔''

(مِنْهاج السُّنّة النّبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة : 2/523، 526)

سوال: جو شخص مخلوق میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرح ہمیشہ سے قائم ودائم مانے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ عقیدہ ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ثابت کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی نہ اولاد ہے نہ بیوی اور نہ ہی والدین۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے۔ جو اس کے لیے اولاد ثابت کرے، وہ کافر ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ (الإخلاص : ٣)

''نہ اللہ کی اولاد ہے اور نہ والدین۔''

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز محال ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے ہر کام ممکن ہے، کچھ محال نہیں، وہ ہر چیز پر مکمل قدرت اور ملکیت رکھتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾(البقرة : ۲۰)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾(الذّاريات : ۵۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا، قوت دینے والا اور مضبوط ہے۔''

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ، خیانت، ظلم وغیرہ کا امکان موجود ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے امکان وعدم امکان کی بحث جائز نہیں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے متصف ہے، جو صفات کمال ہیں اور تمام ان نقائص سے مبرا اور پاک ہے، جو صفات نقص ہیں۔ اللہ تعالیٰ بری صفات سے پاک ہے، بری صفات سے پاک ہونا ہی اس کی صفت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جھوٹ، خیانت، ظلم وغیرہ سے متصف نہیں، کیونکہ وہ صفات کمال سے متصف ہے، صفات نقص سے متصف نہیں ہے۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾، رَدٌّ عَلَى الْمُشَبِّهَةِ، وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشّورٰی : ۱۱)، رَدٌّ عَلَى الْمُعَطِّلَةِ، فَهُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى مَوْصُوفٌ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِيهَا شَبِيهٌ، فَالْمَخْلُوقُ وَإِنْ كَانَ يُوصَفُ بِأَنَّهٗ سَمِيعٌ بَصِيرٌ، فَلَيْسَ سَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ كَسَمْعِ الرَّبِّ وَبَصَرِهٖ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ

إِثْبَاتِ الصِّفَةِ تَشْبِيهٌ، إِذْ صِفَاتُ الْمَخْلُوقِ كَمَا يَلِيقُ بِهٖ، وَصِفَاتُ الْخَالِقِ كَمَا يَلِيقُ بِهٖ .

''فرمان باری تعالیٰ :﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾''اس جیسی کوئی شے نہیں۔'' میں مشبہہ کا رد ہے اور فرمان باری تعالیٰ :﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشّورٰی : ۱۱)''وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔'' میں معطلہ کا رد ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صفات کمال کے ساتھ متصف ہے، ان صفات میں باری تعالیٰ جیسا کوئی نہیں۔ اگر چہ مخلوق کو بھی ''سمیع'' اور ''بصیر'' کہا گیا ہے، مگر مخلوق کا ''سننا'' اور ''دیکھنا''، رب تعالیٰ کے سننے اور دیکھنے جیسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے سے تشبیہ لازم نہیں آتی، کیونکہ مخلوق کی صفات مخلوق کے لائق ومناسب ہیں اور خالق کی صفات، خالق کے لائق ومناسب ہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 137)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنْ يُّوصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، وَبِمَا وَصَفَتْهُ بِهٖ رُسُلُهٗ نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا، فَيُثْبَتُ لِلّٰهِ مَا أَثْبَتَهٗ لِنَفْسِهٖ، وَيُنْفٰى عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَّفْسِهٖ .

''اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی وہی صفات بیان کی جائیں، جو اس نے اپنے لئے بیان کی ہیں، یا جو انبیائے کرام نے نفیاً واثباتاً اللہ کے لئے بیان کی ہیں، تو اللہ کے لئے ان چیزوں کا اثبات کیا جائے جن کا اللہ نے اپنے لئے اثبات کیا،

اوران چیزوں کی اللہ سے نفی کی جائے جن کی اللہ نے اپنے لئے نفی کی۔''

(الرِّسَالة التَّدْمُرِيَّة، ص 4)

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے تمام نقائص کی نفی کر دی ہے۔

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ کے لیے آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ ثابت ہیں؟

(جواب): کتاب وسنت میں جو صفات اللہ تعالیٰ کے لیے وارد ہوئی ہیں، وہ سب حقیقی ہیں، ان کی تاویل کرنا اوران کی حقیقت کا انکار کر دینا جائز نہیں۔

متکلمین صفات کی حقیقت نہیں مانتے، بلکہ تاویل کو واجب سمجھتے ہیں، خالق کی صفات کومخلوق کی صفات کے مشابہ سمجھ کران کی تاویل کرتے ہیں۔اس لیے اہل سنت کہتے ہیں کہ ہر ممثل معطل ہے اور ہر معطل ممثل ہے، کیونکہ تعطیل کی بنیاد تشبیہ ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے''ہاتھ'' ثابت کیا ہے، اہل سنت تو اس کو بغیر کیفیت بیان کیے حقیقت اور ظاہر پر رکھتے ہیں اور خالق کے ہاتھ کومخلوق کے ہاتھ کے مشابہ نہیں سمجھتے، مگر متکلمین اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ کو ثابت نہیں کرتے، جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ہاتھ کا اثبات کیا ہے، وہاں''قدرت'' سے تاویل کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ثابت کریں گے، تو مخلوق کے بھی ہاتھ ہیں، اس سے تشبیہ لازم آئے گی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جسے متکلمین بھی ثابت کرتے ہیں، اب مخلوق کی بھی ذات ہے، یہاں تشبیہ لازم کیوں نہیں آتی؟، لہٰذا جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے اثبات سے مخلوق کی ذات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات سے بھی مخلوق کی صفات سے تشبیہ لازم نہیں آتی۔

(سوال): کیا قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے بغیر آواز اور حروف کے کلام کیا؟

(جواب): قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے صوت وحروف

سے کلام کیا۔

❁ امام معمر بن احمد، ابو منصور رحمہ اللہ (۴۱۸ھ) اہل سنت کا متفقہ عقیدہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَوَحْيُهُ وَتَنْزِيلُهُ، تَكَلَّمَ بِهِ وَهُوَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، مِنْهُ بَدَا وَإِلَيْهِ يَعُودُ، وَمَنْ قَالَ : إِنَّهُ مَخْلُوقٌ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ جَهْمِيٌّ .

''بلاشبہ قرآن اللہ عزوجل کا کلام، وحی اور نازل کردہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا، یہ غیر مخلوق ہے، اللہ ہی کی طرف سے ظاہر ہوا اور اسی کی طرف لوٹ جائے گا، قرآن کو مخلوق کہنے والا اللہ کا منکر اور جہمی ہے۔''

(الحُجّة في بيان المَحجة :248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): اللہ تعالیٰ کا علم کیسا ہے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ صفت علم سے متصف ہے، وہ ہر شے سے واقف ہے، اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں، وہ ہر چیز کو اس کے وجود میں آنے سے پہلے اور عدم کے بعد ہر وقت جانتا ہے، اس کے علم میں غلطی کا امکان نہیں، نیز اس کا علم کامل واکمل ہے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾(الطلاق : ۱۲)

''تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس نے ہر چیز کو علم کے اعتبار

سے گھیر رکھا ہے۔''

(سوال): کیا مخلوق کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے؟

(جواب): ہر شے کا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، مخلوق کی طرح ان کے اعمال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾(الزّمر: ٦٢)

''اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔''

(سوال): ہر مخلوق کو رزق دینے والا کون ہے؟

(جواب): ہر مخلوق کے رزق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، مافوق الاسباب رزق کا سوال اللہ ہی سے کرنا چاہیے، کسی مخلوق سے رزق کا سوال کرنا شرک ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(الرّوم: ٤٠)

''اللہ وہ ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی یہ کام کرسکتا ہے؟ اللہ پاک ہے اور تمام تر شریکوں سے بلند ہے۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿أَمَّنْ يَّبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ

وَالْأَرْضِ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

(النّمل : ٦٤)

''کون ہے، جو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ (مارنے کے بعد) لوٹاتا ہے اور کون آسمان وزمین سے تمہیں رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی الہ ہے؟ ان سے کہہ دیجئے کہ اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو۔''

(سوال): کیا ہر اچھی بری چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے؟

(جواب): کائنات میں جو کچھ ہوا، جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، کچھ اچھا ہوا یا برا ہوا، سب اس کے علم میں ہے۔

(سوال): کیا ہر چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پہلے سے لکھ دیا ہے؟

(جواب): ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش سے پہلے ہی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ وہ ہر شے کو جانتا ہے۔ تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے، اس کا انکار کفر ہے۔

تقدیر پر ایمان واجب ہے، اس پر دلائل ملاحظہ ہوں:

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر : ٤٩)

''ہم نے ہر چیز تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔''

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقدیر کے بارے بحث کرنے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ . إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر٤٨، ٤٩)

''اس روز یہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ گھسیٹے جائیں گے اور (ان سے کہا جائے گا کہ) جہنم کا مزہ چکھو! ہم نے ہر چیز تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔''

(صحیح مسلم: 2656)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ.

''زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیر لکھ دی تھی، نیز فرمایا: اللہ کا عرش (ابھی) پانی پر تھا۔''

(صحیح مسلم: 2653)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ تَظَاهَرَتِ الْأَدِلَّةُ الْقَطْعِيَّاتُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَأَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلٰى إِثْبَاتِ قَدَرِ اللّٰهِ.

''کتاب وسنت اور صحابہ وفقہائے سلف وخلف کا اجماع تقدیر کے اثبات پر واضح دلالت کرتے ہیں۔''

(شرح صحیح مسلم: 155/2)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) صحابہ وتابعین کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اہل سنت کے نزدیک تمام موجودات، اعیان ہوں یا افعال، سب پر اللہ کی تقدیر کا اثبات کرتے ہیں، نیز اللہ کی مشیت عامہ بھی ثابت مانتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرتے ہیں کہ اس کی بادشاہت میں کوئی ایسی چیز ہو، جس پر اس کی مکمل قدرت نہ ہو اور اس کی مشیت کے تحت نہ ہو۔ اہل سنت سابقہ تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں، یہ بھی مانتے ہیں کہ بندے اللہ کی تقدیر کے موافق عمل کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں، جو اللہ کی مشیت میں ہو، وہی کرتے ہیں، جو اس کی مشیت میں ہو۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے، جسے وہ نہ چاہے، وہ نہیں ہوسکتا۔ یہ دو باتیں ایسی ہیں کہ اہل سنت کے ہاں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اہل سنت کے ہاں تقدیر اللہ کی قدرت، مشیت اور اس کی تخلیق کا نام ہے۔ کوئی ذرہ یا اس سے بھی چھوٹی چیز اس کی مشیت، علم اور قدرت کے بغیر حرکت نہیں کرسکتی ہے۔''

(شِفاء العلیل :150/1)

سوال: کیا ہر انسان اپنے اعمال کے متعلق مجبور محض ہے کہ ہونا تو وہی ہے، جو تقدیر میں لکھا گیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نیکی کا حکم دیا ہے اور برائی سے منع کیا ہے، اسے خیر اور شر کے راستوں سے آگاہ کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور نہیں کیا، بلکہ اسے اختیار دیا ہے، البتہ انسان کون سے راستے کو اختیار کرے گا، یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں لکھ دیا ہے کہ انسان اپنے اختیار سے اسی رستے پر چلے گا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق لکھا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا علم غلط نہیں ہوسکتا۔

اس بنا پر انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی برائیوں پر تقدیر کو ذمہ دار ٹھہرائے کہ میں تو تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ یہ مشرکین کا طرزِ عمل ہے کہ وہ اپنے شرک پر تقدیر کو ذمہ دار ٹھہراتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا مُتَّفِقُونَ أَيْضًا عَلٰى أَنَّ الْعِبَادَ مَأْمُورُونَ بِمَا أَمَرَهُمْ اللّٰهُ بِهٖ مَنْهِيُّونَ عَمَّا نَهَاهُمْ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُتَّفِقُونَ عَلَى الْإِيمَانِ بِوَعْدِهٖ وَوَعِيدِهِ الَّذِي نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَمُتَّفِقُونَ أَنَّهٗ لَا حُجَّةَ لِأَحَدٍ عَلَى اللّٰهِ فِي وَاجِبٍ تَرَكَهٗ وَلَا مُحَرَّمٍ فَعَلَهٗ بَلْ لِّلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَنِ احْتَجَّ بِالْقَدَرِ عَلٰى تَرْكِ مَأْمُورٍ أَوْ فِعْلِ مَحْظُورٍ أَوْ دَفْعِ مَا جَاءَتْ بِهِ النُّصُوصُ فِي الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ فَهُوَ أَعْظَمُ ضَلَالًا وَّافْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ وَمُخَالَفَةً لِّدِينِ اللّٰهِ مِنْ أُولٰئِكَ الْقَدَرِيَّةِ فَإِنَّ أُولٰئِكَ مُشَبَّهُونَ بِالْمَجُوسِ وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ فِيهِمْ أَنَّهُمْ مَّجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ .... فَهٰؤُلَاءِ الْمُحْتَجُّونَ بِالْقَدَرِ عَلٰى سُقُوطِ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مِنْ جِنْسِ الْمُشْرِكِينَ الْمُكَذِّبِينَ لِلرُّسُلِ وَهُمْ أَسْوَأُ حَالًا مِّنَ الْمَجُوسِ وَهٰؤُلَاءِ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ .

”اسلافِ امت اور ائمہ دین متفق ہیں کہ بندے اللہ کے احکام و نواہی کے

پابند ہیں۔ کتاب وسنت میں موجود اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور وعیدوں پر ایمان بھی اتفاقی ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ کسی واجب کو ترک کرنے اور حرام کا ارتکاب کرنے کے بارے میں اللہ کے خلاف کوئی دلیل نہیں قائم کی جاسکتی، بل کہ اللہ ہی دلیل زبردست ہے، جس نے کسی ممنوع وحرام کام پر دلیل لی یا وعدہ وعید پر مشتمل نصوص کا انکار کیا وہ منکرین تقدیر سے بڑھ کر گم راہ، اللہ پر جھوٹ باندھنے والا اور دین کا مخالف ہے۔ یہ لوگ مجوسیوں کے مشابہ ہیں۔ بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ منکرین تقدیر اس امت کے مجوسی ہیں.... اللہ کے اوامر ونواہی کی پامالی پر تقدیر کو دلیل بنانے والے لوگ رسولوں کو جھٹلانے والے مشرکین کی قبیل سے ہیں، بل کہ مجوسیوں سے برے ہیں۔ ان کی دلیل ان کے رب کے ہاں نکمی ہے، ان پر اللہ کے غضب کا کوڑا برسے گا اور دردناک عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔''

(مجموع الفتاویٰ : 452/8)

❁ مزید فرماتے ہیں:

الْقَدَرُ يُؤْمِنُ بِهِ وَلَا يَحْتَجُّ بِهِ فَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدَرِ ضَارَعَ الْمَجُوسَ وَمَنِ احْتَجَّ بِهِ ضَارَعَ الْمُشْرِكِينَ وَمَنْ أَقَرَّ بِالْأَمْرِ وَالْقَدَرِ وَطَعَنَ فِي عَدْلِ اللّٰهِ وَحِكْمَتِهِ كَانَ شَبِيهًا بِإِبْلِيسَ .

''تقدیر پر ایمان لایا جائے گا، اسے دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ جو تقدیر کو نہیں مانتا، وہ مجوسیوں کے مشابہہ ہے، جو اس سے دلیل پکڑتا ہے، وہ مشرکین کے مشابہہ ہے اور جو تقدیر کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کے عدل وحکمت میں طعن کرتا

ہے، وہ ابلیس کے مشابہ ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 114/8)

❁ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّصْعَدَ فَيُلْقِي نَفْسَهٗ مِنْ فَوْقِ الْبِئْرِ وَيَقُولُ : قُدِّرَ لِي وَلٰكِنْ يَّحْذَرُ وَيَجْتَهِدُ وَيَتَّقِي فَإِنْ أَصَابَهٗ شَيْءٌ عَلِمَ أَنَّهٗ لَمْ يُصِبْهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ .

''کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ کنویں کی منڈیر پر چڑھ کر خود کو اندر پھینک دے اور کہے : یہ میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا، بل کہ اپنا پورا بچاؤ کرے اور کوشش کرے۔ اگر کوئی مصیبت پہنچ ہی جائے، تو سمجھے کہ وہی پہنچی ہے، جو تقدیر میں لکھی تھی۔''(حِلْيَة الأولياء لأبي نعيم : 202/2، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے؟

جواب: دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، کسی نبی ولی نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھنے کی استطاعت رکھتا ہے، البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا اپنے چہرے کا دیدار کرائے گا۔ اس پر متواتر احادیث دلیل ہیں۔

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَقُولُ : أَنَا رَبُّكُمْ وَهُوَ أَعْوَرُ، وَرَبُّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَلَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوتُوا .

''دجال مومن سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، حالاں کہ وہ کانا ہوگا، یاد رکھئے گا کہ آپ کا رب کانا نہیں ہے اور آپ قیامت سے پہلے اللہ کو دیکھ بھی

نہیں سکتے۔‘‘

(السنّة لابن أبي عاصم : 48، التوحيد لابن خزيمة : 459/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ اسماعیل بن علیہ رحمہ اللہ (۱۹۳ھ) آیت: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ (الانعام: ۱۰۳) ’’آنکھیں اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں، جبکہ وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هٰذَا فِي الدُّنْيَا .

’’یہ دنیا کی بابت کہا جا رہا ہے۔‘‘

(تفسير ابن أبي حاتم : 1363/4، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا جب جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں، تو اللہ کے چہرے کی کوئی جہت ہو گی؟

جواب: قیامت کے دن اہل جنت کو اللہ کا دیدار ہو گا، یہ دیدار حقیقی ہے، اس میں جہت ثابت ہے۔

❁ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ، لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ، وَلَا حِجَابَ يَحْجُبُهٗ .

’’آپ سب سے عن قریب اللہ تعالیٰ ہم کلام ہونے والے ہیں، اس طرح کہ آپ کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان یا حجاب نہیں ہو گا۔‘‘

(صحيح البُخَاري : 7443، صحيح مسلم : 1016)

❁ سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے چودھویں کے

چاند کی جانب دیکھا اور فرمایا: آپ اپنے رب کو اسی طرح دیکھیں گے، جس طرح یہ چاند دیکھ رہے ہیں اور رب تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی مشکل نہیں ہو گی، اگر آپ نماز عصر اور نماز فجر کو وقت پر ادا کرنے کی استطاعت پاتے ہیں، تو ایسا کرتے رہیں۔''

(صحيح البخاري : 7434، صحيح مسلم : 633)

❀ صحیح بخاری (۷۴۳۵) میں ہے:

إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا .

''آپ اپنے رب کو روبرو دیکھیں گے۔''

رؤیت کی تشبیہ رؤیت کے ساتھ ہے۔ یعنی جس طرح حقیقت میں اپنی آنکھوں سے چاند دیکھتے ہیں، اسی طرح مومن روز قیامت اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔

جب رؤیت حقیقی ہو، تو جہت یقینی ہے۔ دراصل جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ مانتے ہیں، اس کے لیے جہت کو تسلیم نہیں کرتے، ان کے لیے رؤیت حقیقی تسلیم کرنا مشکل ہے، جبکہ اہل سنت بالاتفاق اللہ تعالیٰ کی ذات کو عرش پر مانتے ہیں اور اللہ کے لیے جہت کا اثبات کرتے ہیں، لہٰذا وہ مذکورہ احادیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے وقت جہت کا اثبات کرتے ہیں، کیونکہ جہت کے اثبات کے بغیر رؤیت حقیقی ممکن نہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو دیکھ رہا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ کو دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا دیکھنا حقیقی ہے، جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے، اللہ کے دیکھنے سے علم وقدرت مراد لینا جائز نہیں۔